رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

عاجز قاسم علی

بعد ظہور پیشگوئی مصلح موعود ۱۹۰۱ء

جلد ۱۶ ۲۴ اگست ۱۹۱۶ء ✤ مطبوعہ ۲ نومبر ۱۹۱۶ء نمبر ۴۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تخت گاہِ خلافت

ایوانِ خلافت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بفضلہ تعالیٰ بخیریت سے ہیں۔ اور روزانہ درس صبح و شام حدیث و قرآن مجید کا دیتے ہیں۔ اور جو مسجد حضور کے پاؤں میں چبھ گئی تھی۔ اسکو حضور نے اپنے دستِ مبارک سے نکالکر قریباً دس منٹ بعد مسجد مبارک میں آکر نماز باجماعت پڑھائی۔ اور اب پاؤں میں بالکل آرام ہے۔ اسکا نشان تک بھی نہیں۔ الحمد للہ علی احسانہ

خاندانِ رسالت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا تا ایندم المرکز میں تشریف رکھتی ہیں۔ اور دیگر صاحبزادگان سلمہم الرحمٰن و جملہ متعلقین رضوان اللہ علیہم اجمعین دارالامان میں بامن و امان ہیں۔ میر صاحب قبلہ و اہل بیت خود پانی پت میں رونق افروز ہیں

خلافت اولیٰ کے سب ممبر بخیریت ہیں ✤

مولوی امروہی کا جواب سید محمد احسن صاحب امروہوی کے رسالہ القول المجد کا جواب مکمل لکھا جا چکا ہے۔ جسکو زبدۃ المفسرین بحر العلوم مولوی سید سرور شاہ صاحب مدظلہ نے رقم فرمایا ہے۔ نصف سے زیادہ کاپی نویس بھی لکھ چکا ہے۔ انشاء اللہ جلد امید اشاعت ہے ✤

جلسہ سالانہ کے انتظام و اہتمام کے لئے سنا گیا ہے کہ ایک علیحدہ کمیٹی قائم کی گئی ہے جو غالباً سالہائے گذشتہ سے بہتر انتظام کریگی۔ معلوم نہیں اس کمیٹی کے ممبر کون کون بزرگ ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ ابھی سے جلسہ پر آنے کا تہیہ کریں۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ ہر ایک دوست اس موقعہ پر تشریف لاوے۔ اور اس کے اخراجات کے لئے بھی جس کی غالباً سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ یا جدید کمیٹی جلسہ نے تحریک کر دی ہوگی۔ توجہ فرماویں ✤

آسمانی مبارکباد دانیل نبی نے جو اپنی کتاب کے ۱۲ باب میں ۱۳۳۵ دن تک انتظار کرنے والی پیشگوئی کی تھی۔ آج اس مبارک سال ۱۳۳۵ھ کا آغاز ہو گیا ہے۔ اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ نے پایا جس کی صدق دل سے ہم اس مصلح موعود اور اس کے تمام خدام ذی الاحترام کو مبارکباد دیتے ہیں۔ آئندہ اس کے متعلق مفصل عرض کیا جاوے گا ✤

اسمہٗ احمدؐ دانیل والی پیشگوئی کے متعلق جو چیلنج حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اخبار الفضل اور "انوار خلافت" میں دیا تھا۔ اسکے محرف و مبدل کہ کے امیر پیام پارٹی نے قبول کیا ہے۔ مگر ان شرائط کے ساتھ جنکا وقوع میں آنا محال ہے۔ تاہم امیر مذکور کو عنقریب اس کے گھر تک پہنچا کے چھوڑا جائیگا۔ ناظرین اس کے جواب کا انتظار کریں۔ جو کہ الفضل ہی میں شائع ہوگا ✤

تین میں سے ایک اس چیلنج پر تین شخصوں نے آمادگی دکھلائی ہے۔ ایک امرتسری ملاں ثناء اللہ اہلحدیث نے باجرت ۱۵۰ر۔ دوسری مسٹر محمد علی امیر پیام نے بمحنتانہ دس ہزار۔ تیسری ملاں محمد بخش جعفر زٹلی لاہوری نے بلا معاوضہ۔ لیکن یہ تو بالکل فضول سا امر ہے۔ کہ ہر ایک سے جداگانہ مباحثہ کیا جاوے۔ بہتر یہ ہے کہ تینوں ملکر ایک کو منتخب کر لیں۔ ثناء اللہ اور جعفر زٹلی اپنا مختارنامہ مسٹر محمد علی امیر پیام کو دیدیں۔ یا امیر پیام اور جعفر زٹلی اپنا مختارنامہ ثناء اللہ کو دیدیں۔ یا محمد علی اور ثناء اللہ اپنا وکیل جعفر زٹلی کو بنالیں۔ پھر یہ تثلیث مقدس تین سے ایک بھی ہو جائیں گے۔ اور ایک کے تین بھی رہیں گے۔ جس سے ایک پنتھ دو کاج والا مضمون ہو کہ نصاریٰ کا مسئلہ تثلیث بھی حل ہو جائیگا۔ یا یہ تینوں ملکر مباحثہ کریں۔ ایک مناظر ہو دو اس کے معاون۔ یہ ہماری رائے ہے۔ اگر پسند ہو۔ تو مباحثہ کا مزا آجائیگا۔ ورنہ امیر پیام نے تو مباحثہ کرنا نہیں۔ وہ صرف شیر قالین ہے۔ نہ شیر نیستاں ✤

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور ایم قاسم علی پبلشر اخبار فاروق نے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ۔ ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان ۔ ۲۴ ۔ اگست ۱۶ء مطبوعہ ۲ ۔ نومبر ۱۶ء

داروئے تلخ

نمبر ۳

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ بھی سچ ہے۔ کہ کسی دین و مذہب کے ماننے والی قوم کے جمیع افراد کی حالت ہر پہلو سے یکساں نہیں ہوا کرتی چنانچہ ہی پر غور کرو۔ قدرت کا کھلا کھلا فیصلہ نظروں کے سامنے ہے ہزارہا انسانوں میں کوئی سے دو بھی ایسے نہ پاؤ گے۔ کہ جن کے تمام اعضاء و جوارح۔ خط و خال چہرہ مہرہ رنگ روپ ساری باتیں بالکل ایک سی ہوں۔ اور انہیں بال برابر بھی فرق نہ ہو۔ لیکن اسکے ساتھ ہی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسی صحیفہ فطرت میں کائنات عالم کی تقسیم بھی بلحاظ انواع کے موجود ہے۔ آدمی آدمی ایک دوسرے سے خواہ کتنے ہی مختلف ہوں۔ مگر انمیں بعض باتوں کا اشتراک ضرور ہوگا۔ مثلاً شکل و صورت۔ رفتار و گفتار وغیرہ کا۔ اسی طرح حیوان مطلق خواہ لاکھوں قسمیں کیوں نہوں۔ مگر جمادات و نباتات کے بالمقابل ان میں ایک امتیاز و قدر مشترک برابر ہوگا۔ اور کچھ نہیں۔ تو قوت ارادی اور حرکت و سکون کی قابلیت ہی سہی۔ پھر نباتات کو لو۔ تو چاہے ان کی بے شمار اقسام ہوں۔ مگر قوت نامیہ کے لحاظ سے وہ سب کی سب ایک ہی ذیل میں شمار ہوں گی۔ پس جہاں یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ اس کارخانۂ عالم میں اختلافات حال ہی کا سارا ظہور ہے۔ وہاں اسمیں بھی کوئی کلام نہیں۔ کہ موجودات کی تقسیم بلحاظ نوعیت اور ترتیب بلحاظ مشابہت بھی لابد ضروری ہے اسی لئے اگرچہ تمام باایمان دینداروں اور عقاید صحیحہ کے ماننے والوں کے لئے ملکوتی صفات کرلینا اور ہر عیب و نقص سے پاک ہوجانا لازمی نہیں۔ تاہم یہ کوئی غیر واجبی مطالبہ نہیں۔ کہ وہ کم از کم اپنے اعتقادات صحیحہ کے ساتھ عملی حالتیں بھی تو وہ امتیاز خاص پیدا کرکے دکھلائیں۔ جو ایمان کی زندہ تاثیرات میں شمار ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر خیال فرمائیے۔ کہ جو قوم خدائے واحد کی پرستار ہونے کا دعویٰ کرتی ہو وہ کیا اپنے اس دعویٰ میں حق بجانب مانی جاسکتی ہے؟ جب تک شرک خفی و جلی دونو سے بیزار ہوکر عملی زندگی میں اسکا بین ثبوت پیش نہ کرے زبانوں سے تو وہ یہ کہتی ہے۔ کہ ہمارا معبود وحدہٗ لاشریک ہے مگر جب اس کے حالات روزمرہ پر نظر ڈالئے۔ تو اس کے نہاں خانۂ دل میں ہزارہا بت اس کی مشرکانہ عادات خواہشات اور رسوم و خیالات کے ایسے ثابت ہوں گے۔ جن کو ایک سچے موحد سے کوئی علاقہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر بتلائیے۔ کہ عملی طور پر اسکے اور ان لوگوں کے شرک میں فرق ہی کیا ہوا۔ جو کھلم کھلا خدائی صفات میں دوسروں کو بھی حصہ دار ٹھہراتے ہیں۔ زبان سے اللہ ہی اللہ ہے کے نعرے لگانا کس مرض کی دوا ہوسکتا ہے۔ جبکہ اعتقادات۔ عبادات اور معاملات میں اس امر کی مطلق پرواہ نہ کی جائے۔ کہ خدائے واحد کی غیرت کیا چاہتی ہے۔ اور توحید خالص کی تکمیل کن اصول و فروع کی نگہداشت سے ہوسکتی ہے۔

مسجود نہیں جاجا کے لاکھ ناک رگڑا کرد۔ مگر جب تم دنیا کے سامنے الٰہی صفات کا شریک کسی نبی یا ولی کو بھی مانتے ہو۔ تو دین حق کے سچے وارثوں اور حامی کاروں میں خدا کے ہاں کب لکھے جاسکتے ہو۔ اور اس قوم میں تمہارا شمار کہاں ہو سکتا ہے جو اس آخری زمانہ میں کہ شیطان و رحمان کی آخری جنگ کا وقت ہے۔ ہر قسم کے کفر و شرک کو ذلیل و پامال کرکے اس یارِ یگانہ کی منظور نظر ہوتی ہے؟

خدا کی غیرت تو چاہتی ہے۔ کہ چاردانگ عالم میں توحید کا ڈنکا بجے! اور دین حق کا بول بالا ہو۔ مگر تم اپنے غلط عقاید سے علانیہ ان مشرکوں باطل پرستوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہو۔ جنہوں نے اسلام کے مٹانے اور بدنام کرنے میں کبھی کسر نہیں رکھی پھر بھلا تمہیں اسلام کے شاندار مستقبل سے سروکار؟ تم تو یقیناً دین حق کا بول بالا ہونے کے وقت اس ہزیمت خوردہ گروہ میں ہوگے۔ جو آج بھی اسی طرح اسلام کی تخریب کے درپے ہے۔ جیسے کہ ہمیشہ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا منشاء تو یہ ہے۔ کہ تم اسکے ساتھ ایک زندہ اور صحیح و قوی تعلق رکھو۔ اور اسکی عبادات انہی مراعات کے ساتھ بجا لاؤ۔ جو عبد و معبود کے رشتۂ باہمی کو مستحکم کرنیوالی ہیں مگر تم محض رسم و عادات کے طور پر چند بے نتیجہ حرکات کے خوگر نہ بنو۔ نہ اپنی کہو نہ اسکی سنو۔ جیسے کہ کہنے اور سننے کا حق ہے تو پھر غیر اقوام کے سامنے تم کس منہ سے کہہ سکتے ہو۔ کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ اور اسکے سچے پرستاروں کو یہ کچھ امتیاز حاصل ہوا کرتا ہے۔ اور ایسی حالتیں تمہارا وجود اسلام کے لئے کیونکر سودمند ہوسکتا ہے۔ خواہ تمہاری تعداد کتنی ہی کثیر ہو۔

اعتقادات و عبادات کے بعد مگر اہمیت میں ان سے کچھ کم نہیں تیسری چیز جسمیں ایک سچے مسلم کو اغیار کے بالمقابل اسلام کی برتری کا ثبوت دینا چاہیئے اسکے معاملات ہیں۔ اخلاق و معاشرت اور تمدن وغیرہ باقی متعلقات زندگی کو بھی اسی میں شامل کرلیجئے۔ اور پھر غور فرمائیے۔ کہ ایک طرف تو اسلامی تعلیم کی عملی تاثیر وہ تھی۔ جس نے وحشیوں کی دیکھتے دیکھتے کایا پلٹ دی اور انہیں ایسا معراج کمال پر پہنچایا۔ کہ ہر قسم کی اصلاحات و ترقیات میں دنیا کے امام مانے گئے۔ اور دوسری طرف آج یہ حال ہے کہ لفظ مسلمان گویا مخصوص ہوگیا ہے ہر قسم کے رذائل اور معائب کے لئے پھر جبکہ اسلامی تعلیم حرف بحرف وہی موجود ہے جو سلف صالحین کی ترقی کا ذریعہ ہوئی۔ تو سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ عمل کی روح مسلمانوں کے مردہ قالب سے پرواز کرگئی ہے اور اب وہ اس مسیحا نفس امام آخر زمان کی معرفت و متابعت کے بغیر ان میں ہرگز عود نہیں کرسکتی۔ جس کے ہاتھ پر قرب قیامت میں یہ معجزہ ظاہر ہونا مقدر تھا۔ کہ ایمان دنیا سے بالکل اٹھ گیا ہوگا۔ تو بھی وہ نئے سرے سے اسکو لاکر قائم کریگا۔ جو وقت اس اعجازی کرشمہ کے لئے مقدر تھا۔ اسپر بھی صدی کی تہائی حصہ گذر چکا۔ مگر افسوس نہ تو تمہارا مزعومہ مسیح آسمان سے اترا نہ کوئی مہدی آیا جو تمہاری ڈوبتی ناؤ کو پار لگاتا؟

اب یا تو معاذ اللہ وہ وعدے اور بشارتیں محض گپ تھیں۔ یا ان کے متعلق تمہارے عقاید و خیالات سراسر غلط ہیں۔ مگر پہلی صورت میں بھی ایمان تمہارے ہاتھ سے جاتا ہے۔ اور دوسری صورت میں تمہارے واسطے اپنے موجودہ عقاید باطلہ کی درستی لازم آتی ہے پھر تم ہی بتلاؤ۔ کہ مسیح موعودؑ کے انکار نے تم کو کیا فائدہ دیا؟ اور اپنی ضد پر قائم رہ کر اسلام کے شاندار مستقبل کی خوشیاں تمکو کہاں تک سازگار و نفع رساں ہوسکتی ہیں؟ اور کیا اس سے صاف طور پر یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اسلام کا انجام تو جو کچھ بھی ہوگا۔ ہو رہے گا۔ مگر تمہیں تو پہلے اپنے ہی انجام کی خیر منانی چاہیئے۔ جو امام آخر زمان کی تابعداری کے بغیر یقیناً محال ہے۔

(باقی دارد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کیلئے دیکھو فاروق نمبر ۱۴ مورخہ ۲۷ - جولائی ۱۶ء

تصدیق نبوت احمدیہ

النبوۃ فی الاسلام پر ایک نظر

گذشتہ سے پیوستہ

نمبر ۵۷ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

"اس جگہ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے صرف نبی ہونے سے کھلا کھلا انکار کیا ہے۔ کیونکہ صرف نبی وہ ہوگا۔ جو کامل نبی ہوگا"۔ ص ۲۸۷

یہ محض غلط۔ فضول اور لغو ہے۔ کہ صرف نبی سے مراد حضرت مسیح موعودؑ نے کامل نبی لی ہے۔ کم از کم کوئی حوالہ کوئی لفظ۔ کوئی اشارہ تو اسبات کا چاہیئے۔ کہ صرف نبی سے مراد حضرت مسیح موعودؑ کی کامل نبی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صرف نبی سے مراد حضرت مسیح موعودؑ کی کامل نبی نہیں بلکہ مستقل بمعنی براہ راست نبی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں کہیں اپنے نبی ہونے کے ساتھ امتی کو پیش کیا۔ تو کبھی اور کہیں بھی ان معنوں سے نہیں کیا۔ کہ آپ کامل نبی نہیں۔ بلکہ صرف ان معنوں سے کہ تا آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ظاہر ہو۔ چنانچہ اسی الوصیت میں جس نبوت کی ایک تعریف کی ہے۔ جو تمام انبیاء علیہم السلام کی شہادت سے ثابت ہے۔ پھر اسکا پایا جانا اپنے میں متحقق کیا ہے۔ پس یہ محض قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ کہ صرف نبی کے معنے کامل نبی کے لئے گئے ہیں۔ مثال مشہور ہے۔ کسی بھوکے سے پوچھا۔ کہ دو دونی کتنے۔ اس نے کہا۔ چار روٹیاں۔ سو یہی بات مولوی صاحب نے کی ہے۔ ۱۹۰۱ء کے بعد ایک جگہ سے بھی اس بات کو ثابت نہیں کر سکے۔ کہ مسیح موعودؑ کامل نبی تھے۔ اب یونہی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ صرف نبی سے مراد کامل نبی لے لیا۔

اب میں الوصیت سے ہی پیش کرتا ہوں۔ کہ صرف نبی سے مراد کامل نبی نہیں۔ بلکہ مستقل بمعنی براہ راست آنحضرت صلعم سے علیحدہ نبی ہے۔ جیسے کہ آپ فرماتے ہیں:

"اسکا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوۃ کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے"۔ الوصیت ص ۱۲

"اگر یہ کمال (نبوت) کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا ہے۔ تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے"۔ الوصیت ص ۱۲

اب ان دونوں عبارتوں کو پڑھو۔ محض الفاظ کے اختلاف کے باوجود مفہوم و مراد ایک ہی ہے۔ پس یہ عبارت صاف اس امر کو واضح کر رہی ہے۔ کہ صرف نبی سے مراد کامل نبی نہیں۔ بلکہ مستقل نبی ہے۔

اور یہ بھی تو سوچنا چاہیئے۔ کہ صرف نبی سے مراد تب کامل نبی ہو۔ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے امتی ہونے کو کبھی اور کہیں بھی نقص نبوت قرار دیا ہو۔ بلکہ جہاں کہیں بھی امتی کا لفظ استعمال کیا۔ تو وہاں صرف اس لئے تاکہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ظاہر ہو۔ نہ اس لئے کہ میری نبوت چونکہ ناقص ہے اس لئے میں امتی ہوں۔ اگر شک ہو۔ تو پڑھو الوصیت ہی کی عبارت کو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے"۔ ص ۱۲

اب اس میں یہ نہیں فرمایا۔ کہ چونکہ میں ناقص ہوں۔ اور میری نبوت کاملہ نہیں۔ اس لئے امتی اور نبی کا لفظ اجتماعی حالت میں مجھ پر صادق آتا ہے۔ بلکہ اس کی علت یہ فرمائی۔ کہ اس سے نبوت محمدیہ کی چمک زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ اور میں نے جسقدر مسیح موعودؑ کی تحریروں کو دیکھا ہے۔ اور بفضلہ خدا بہت دیکھا ہے۔ مجھے کم از کم اس وقت تک ہرگز کہیں اور کسی جگہ بھی یہ لکھا ہوا نہیں ملا۔ کہ میں امتی اس لئے کہلاتا ہوں۔ کیونکہ میں ناقص نبی ہوں۔ بلکہ آپ نے یہی فرمایا۔ کہ امتی اس لئے ہوں۔ کہ مستقل نبی نہیں۔ اور یہ کہ میری نبوت سے آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ ظاہر ہوتی ہے۔

نمبر ۵۸ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں

"کسی تحریر میں کسی تقریر میں فضیلت کلی کا لفظ نہیں دکھایا جا سکتا۔ × × × × ہاں تمام شان میں بڑھ کر ہونے کے معنے یہ نہیں۔ کہ فضیلت کلی ہے۔ کیونکہ اگر یہ معنے ہوتے۔ تو اپریل ۱۹۰۲ء میں تو دافع البلاء میں یہ لکھیں۔ کہ مجھ کو مسیح پر فضیلت کلی ہے۔ اور مئی ۱۹۰۲ء میں اپنی قلم سے ریویو میں یہ لکھیں۔

"ایسا ہی مثیل عیسےٰ بھی بہت سی باتوں میں عیسےٰ سے بڑھ کر ہے۔ اور یہ جزئی فضیلت ہے۔ جس کو خدا چاہتا ہے۔ دیتا ہے"۔ ریویو مئی ۱۹۰۲ء۔ ص ۲۱۳

حضرت مسیح موعودؑ کے حوالہ میں اس حصہ کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو مولوی صاحب کے مقاصد کے سراسر خلاف ہے۔ اور جس کے ملانے سے مولوی صاحب کی تمام بنیاد گر جاتی ہے حضرت مسیح موعودؑ کا اصلی حوالہ یہ ہے۔

"جسطرح مثیل موسےٰ بہت سی باتوں میں موسےٰ سے بڑھ کر ہے۔ ایسا ہی مثیل عیسےٰ بھی بہت سی باتوں میں عیسےٰ سے بڑھ کر ہے۔ اور یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جسکو خدا چاہتا ہے دیتا ہے"۔ ریویو مئی ۱۹۰۲ء

اب اس حوالہ کو پڑھ کر مولوی صاحب نے جو معنے کئے ہیں۔ وہ بالکل باطل ٹھہر جاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحبؑ نے حضرت نبی کریمؐ کی طرف بھی وہی فضیلت جزئی کو منسوب کیا ہے۔ جو اپنی طرف۔ پس اگر وہ حضرت موسےٰؑ سے بہت ساری باتوں میں محض جزئی فضیلت رکھتے ہیں۔ تو مسیح موعودؑ بھی سہی۔ اور اگر حضرت نبی کریمؐ حضرت موسےٰؑ پر باوجود انکی نسبت جزئی فضیلت کے الفاظ ہوتے ہوئے اور باوجود بہت سی باتوں کے الفاظ ہوتے ہوئے کلی فضیلت رکھتے ہیں۔ تو مسیح موعودؑ بھی کلی فضیلت بہ عیسےٰ علیہ السلام رکھتے ہیں۔

پھر مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"اللہ کے فضل و احسان سے یہ ہے۔ کہ اس نے اس فتح کو مسیح محمدی کے ہاتھ پر رکھا۔ تاکہ لوگوں کو دکھا دے۔ کہ وہ مسیح اسرائیلی سے اپنی بعض شانوں میں زیادہ کامل ہے۔ اور یہ اللہ کی غیرت سے ہے"۔

•

پھر فرماتے ہیں۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اسکا فضل اس مسیحؑ سے مجھ پر زیادہ ہے۔ جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے میرے آئینہ میں اسکا چہرہ اس سے زیادہ وسیع طور پر منعکس ہے۔ جو اس کے آئینہ میں ہوا تھا"۔

(ڈوئی کے نام دوسرا کھلا خط)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"آدم کی طرح میں جمالی اور جلالی دونوں رنگ رکھتا ہوں۔ مگر حضرت عیسےٰؑ محض جمالی رنگ رکھتا تھا۔ اس لئے میں آدم کے لئے مظہر اتم ہوں۔ مگر حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسےٰ و منظہر اتم نہیں تھا"۔ نزول المسیح ص۱۲۷

(نوٹ) گو مندرجہ ذیل سوالات باب چہارم سے اخذ کئے گئے ہیں لیکن چونکہ وہ ایک خاص رنگ رکھتے ہیں۔ اور دوسرے ان سوالات کو مولوی صاحب نے اپنی کتاب میں بہت اہمیت دی ہے۔ اس لئے میں نے ان کو اخیر میں درج کرنا بہتر خیال کیا ہے۔

نمبر ۵۹۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

"میں پوچھتا ہوں۔ کہ اگر دروازہ نبوت آنحضرت صلعم کے بعد کھلا ہے۔ تو پھر کون کون نبی ہے۔ × × × ایک طرف دروازہ نبوت کھولا جاتا ہے۔ × × × اور دوسری طرف یہ اعتراف موجود ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعودؑ کے کوئی رسول نہیں۔ × × × × یہ ماننا پڑے گا۔ کہ نبوت کا دروازہ تو کھلا نہیں تھا۔ صرف مسیح موعودؑ کو رسول بنانے کے لئے اسے کھلا قرار دیا گیا۔ ورنہ درحقیقت جو دروازہ مسیح موعودؑ سے پہلے بھی بند تھا۔ بعد میں بھی قیامت تک بند ہی رہے گا۔ اس کو کھلا ہوا کہنا کسی عقلمند انسان کا کام نہیں"۔

ص۱۷۸

یہ ایک سوال ہے جس کو بار بار کئی ایک رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ مگر اسکا جواب بہت آسان ہے۔ دروازہ کا کھلا ہونا ایک اور بات ہے۔ لیکن اس میں داخل ہونے کا کسی کو مصداق قرار دینا یہ اور بات ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ بے شک دروازہ نبوت کھلا ہے۔ لیکن اس میں داخل ہونے کے لئے خدا اور رسول اللہ صلعم نے کچھ شرائط لگا دی ہیں۔ پس ان شرائط کا وجود اگر کسی فرد امت میں پایا جاویگا۔ تو وہ ضرور داخل ہو سکیگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلعم کے بعد نبی کہلانے کا مستحق ہونے کے لئے تین شرائط کا پایا جانا ضروری ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

(اوّل) "نبی ہونے کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ ہر وزکامل ہو۔ جیسے کہ وہ فرماتے ہیں۔

"عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ خدا ایک اور محمد صلعم اسکا نبی ہے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی"۔ کشتی نوح ص۱۵

(دوم) آنحضرت صلعم کے بعد نبی ہونے کے لئے لازمی ہے کہ اسکا ظہور آنحضرت صلعم کے وعدہ کے مطابق ہو جیسے کہ وہ فرماتے ہیں۔

"ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نبی خدا اور رسول خدا ہے۔ اور اسکا دین سب دینوں سے بہتر ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ وہ خاتم الانبیاء ہے۔ اور بعد اس کے کوئی پیغمبر نہیں مگر وہی جو اس کے فیض سے پرورش یافتہ ہو۔ اور اس کے وعدہ کے موافق وہ ظاہر ہوا ہو"۔

مواہب الرحمن ص۹۶

(سوم) آنحضرت صلعم کے بعد نبی ہونے کے لئے لازمی ہے۔ کہ اس میں دوسرے انبیاء کی طرح وہ امتیازی خصوصیت ہو جو دوسرے انبیاء کو ان کے غیروں سے ممتاز کرتی رہی ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ کا وہ قرب اور خصوصیت کا مقام حاصل ہو جس میں اس کو علم غیب میں ایسا تصرف بخشا جاوے۔ کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اس کے قبضہ میں ہے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"۔

حقیقۃ الوحی ص۳۹۱

اب یہ تین شرائط ہیں۔ کہ جب تک ان سے کوئی فرد امت متصف نہ کیا جاوے۔ ہرگز نبی کہلانے کا مستحق نہیں۔ ان تین شرائط کے لگانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اول شرط اس لئے ہے۔ کہ تا ختم نبوت کے معنی باطل نہوں۔ اور امر ختم نبوۃ مشتبہ نہ ہو جاوے۔ کیونکہ اگر کوئی فرد امت بغیر ہر وزکامل ہونے کے نبی کہلاتا۔ تو امر ختم نبوۃ مشتبہ ہو جاتا۔ دوسری شرط کے لگانے کی وجہ یہ ہوئی۔ تاکہ ہر ایک شخص جو آنحضرت صلعم پر ایمان لاتا ہے۔ اس کو نبی علیہ السلام کے بعد کسی اور نبی کے ماننے میں جو ایک دقت اور قبض واقع ہوتی ہے۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے اس دوسری شرط کو ساتھ لگا دیا۔ تاکہ اس کا ماننا آسان امر ہو جاوے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے حکموں کو ماننا گویا آپ کو ہی ماننا ہے۔ اور آپکے وعدوں کو پورا ہونا تصدیق کرنا گویا آپ کو ہی تصدیق کرنا ہے۔ تیسری شرط کے لگانے کی وجہ یہ ہوئی۔ تاکہ ایسے شخص کا وجود برائے نام نبی کہلانے کا مستحق نہ ہو۔ بلکہ حقیقت نبوت بھی اس میں متحقق ہو۔ اسی رازکی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب نزول المسیح کے حاشیہ ص۳ سے لیکر ص۵ تک صراحت کر دی ہے۔ اگر کسی کو دیکھنا منظور ہو۔ تو وہ وہاں سے دیکھ لیوے۔

الغرض آنحضرت صلعم کے بعد ان مندرجہ بالا سہ شرائط کے ساتھ دروازہ نبوت کھلا ہے۔ نہ کہ ہر طور سے۔ اور یہ کہنا۔ کہ اگر صرف مسیح موعودؑ ہی نبی کہلانے کے مستحق ہیں۔ اور دوسرا کوئی نہیں۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ تو کھلا نہیں۔ صرف مسیح موعودؑ کو رسول بنانے کے لئے اسے کھلا قرار دیا گیا ہے۔ نہ صرف قلت تدبر کا ہی نتیجہ ہے۔ بلکہ ضد اور عداوت نے بھی اپنا پورا قبضہ آپ کے دل پر کر رکھا ہے۔ کیونکہ یہ بات کسی عقلمند اور خدا ترس دل کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ میں کہتا ہوں۔ کہ دروازہ کھلا ہونا اور بات ہے۔ اور اس میں داخل ہونے کے لئے کسی فرد کو مصداق قرار دینا یہ اور بات ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ اگر دروازہ کھلا ہونے کا یہی مطلب ہے۔ کہ جب تک ایک سے زیادہ دس بیس آدمی اس کے اندر داخل نہوں۔ تب تک دروازے کا کھلا ہونا متحقق نہیں ہو سکتا۔ تو پھر نبی صلعم کے خاتم النبیین ہونے سے بھی انکار کر دو۔ کیونکہ خاتم النبیین ایک الٰہی مہر یا الٰہی منصب ہے۔ جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔ اب آنحضرت صلعم سے پہلے اس منصب کے لئے دروازہ کھلا تھا۔ یا بند۔ اگر کہو۔ کھلا تھا۔ تو پھر میں پوچھتا ہوں۔ کہ کون کون نبی اس منصب پر سرفراز ہوا۔ اور اگر کہو۔ کہ کوئی نہیں۔ تو اسکے اصول کے مطابق یہ ماننا پڑے گا۔ کہ خاتم النبیین ہونے کے لئے دروازہ تو کھلا نہیں تھا۔ صرف آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین بنانے کے لئے اسے کھولا گیا۔ ورنہ درحقیقت جو دروازہ آنحضرت صلعم سے پہلے بھی بند تھا۔ بعد میں بھی قیامت تک بند رہیگا اس کو کھلا ہوا کہنا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ پس جو اعتراض مسیح موعودؑ کے مخصوص نبی ہونے پر پڑتا ہے۔ وہی اعتراض آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے پر پڑتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ دروازہ کا کھلا ہونا کیا اس امر کو مستلزم پڑا ہوا ہے کہ اس میں ایک سے زیادہ ضرور لوگ داخل ہوں۔ تب تو وہ دروازہ کھلا۔ ورنہ بند۔ اے مولوی صاحب! ایسے کچے اصول اور بودی باتیں بنا کر تم کیا کرو گے۔ آخر ایک دن خدا کو بھی منہ دکھانا ہے۔ کیا ہم نے کہیں یہ کہا۔ کہ خاتم النبیین کے بعد ہر وجہ سے دروازہ نبوت کھلا ہے۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ

وجہ سے بلکہ خاص وجوہات کے ساتھ کوئی فرد امت نبی ہو سکتا ہے۔ پہلے بھی ہو سکتا تھا۔ بعد میں بھی ہو سکتا ہے لیکن وہی جو مندرجہ بالا تین شرائط

کامل اور اتم طور سے متحقق ہو جاویں ؛

نمبر ۶ ۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

"نبوت کا دروازہ تو بند کا بند ہے۔ ہاں ایک مسیح موعودؑ کو وہ فی الواقع نبی مانتے ہیں تو اب کرو۔ تو فضیلت بھی رسول اللہ صلعم کی کوئی نہ رہی۔ کیونکہ اور نبی بھی محدث بناتے تھے۔ آپ بھی محدث بناتے رہے۔ × × × × فضیلت تبھی نبی بنانے میں۔ وہ کوئی بنا نہیں۔ نہ آئندہ قیامت تک بن سکتا ہے۔ سوائے ایک کے × × × ایسی فضیلت کو ظاہر کرنے کی بجائے چھپا کر رکھنا بہتر ہے۔ پھر دعوے تو تھا۔ خاتم النبیین۔ اب دنیا میں ہزاروں نبی آتے رہے۔ آپ کی امت میں کم از کم سینکڑوں ہی ہوتے۔ تو کچھ خوشی کا مقام ہوتا۔ مگر وہاں جمع کا صیغہ بھی پورا نہ ہو سکا کم از کم تین نبی ہی بنا دئے ہوتے۔ تاکہ لفظ تو پورے ہو جاتے ۔ × × تو چاہیئے تھا۔ قرآن میں بجائے خاتم النبیین کے خاتم النبی ہوتا × × ×

(صفحہ ۱۷۹)

(نوٹ) چونکہ بہت سارا حصہ لغو اور ہمارے برخلاف محض جاہل لوگوں کو بھڑکانے کی خاطر تھا۔ اس لئے ہم نے اسکو چھوڑ دیا ہے۔ محض ایک اصولی بات لی ہے ؛

ہم نے یہ کب کہا۔ کہ آنحضرت صلعم کی مہر سے صرف ایک نبی بنا ہے۔ آپ تو تین چار یا سینکڑوں کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم تو آپ کی مہر سے کل گذشتہ انبیاء کی تعداد کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہونا مانتے ہیں۔ اور آدم سے لیکر جسقدر انبیاء آنحضرت صلعم تک طبقہ عالم میں گذر چکے ہیں۔ ان سب کو آنحضرت صلعم کی مہر سے پھر دوبارہ دنیا میں پیدا ہونا مانتے ہیں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین میں جو جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اسکا وجود مسیح موعودؑ کے پیدا ہونے سے پورا ہو گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؛

"آخری زمانہ کے لئے خدا تعالےٰ نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا۔ تا یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے تشبیہ دی۔ کہ وہی میرا نام رکھدیا۔ × × × × اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس امت میں پیدا ہو گئے۔ یہاں تک کہ سب کے آخر مسیحؑ پیدا ہو گیا۔ اور جو میرے مخالف تھے۔ ان کا نام عیسائی۔ یہودی اور مشرک رکھا گیا"۔ نزول المسیح صفحہ ۳

پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو قرآن کی آیت واذا الرسل اقتت کا مصداق قرار دیا۔ اور اس کے معنے یہ کئے ہیں۔ کہ رسولوں کی آخری میزان ظاہر کرنے والا مسیح موعودؑ ہے۔ اب اگر میزان کے لفظ اور اس کی حقیقت پر غور کرو۔ تو ضرور تمام اپنی مشکلات کا حل اس میں پاؤ گے۔ میزان کی حقیقت کیا ہے۔ وہ یہی ہے جیسے ایک اشرفی پندرہ روپے کی میزان ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے وہ پندرہ روپوں کی جامعیت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اگر ایک شخص کو پندرہ روپے دئے جاویں۔ اور ایک کو ایک اشرفی۔ تو گو بظاہر تعداد اور مقدار میں فرق ہے۔ لیکن دراصل وہ دونوں آدمی اپنے آپ کو ایک دوسرے کے برابر خیال کریں گے۔ پس اگر آنحضرت صلعم کی مہر سے ایک ایسا نبی پیدا ہو گیا۔ جو تمام رسولوں کی آخری میزان ہے۔ تو گو بظاہر صورت میں وہ ایک ہے لیکن درحقیقت وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو جری اللہ فی حلل الانبیاء بنایا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کا نام خدا تعالےٰ نے رسول رکھا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ حاشیہ۔ پس آنحضرت صلعم کی مہر نے نہ ایک نبی پیدا کیا۔ بلکہ ایسا نبی پیدا کیا۔ جو ایک نہیں۔ دو نہیں۔ تین نہیں۔ بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی میزان ہے۔ پس خاتم النبیین میں النبیین جو جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ وہ درحقیقت مسیح موعودؑ کی بعثت سے پورا ہو گیا ہے۔ اور اسی بات کی طرف آنحضرت صلعم کا ایک کشف بھی اشارہ کرتا ہے۔ جو آپ نے دیکھا کہ میرے پیچھے ایک ہی صف میں اور ایک ہی وقت تمام انبیاء گذشتہ نماز ادا کر رہے ہیں۔ اور میں ان کا امام ہوں۔ وہ کشف گویا مسیح موعودؑ کے وجود سے پورا ہو گیا۔ کیونکہ آپ ہی وہ نبی ہیں۔ کہ تمام نبیوں کی میزان ہیں۔ اور یہ بات کوئی مسیح موعودؑ سے ہی مخصوص نہیں۔ بلکہ قدیم سے نبی اسماعیلؑ کے ساتھ ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ بنی اسرائیل میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں نبی ہوتے رہے۔ لیکن بنی اسماعیل میں کوئی نبی نہ ہوا۔ کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ بنی اسحاق پر خدا کا فضل بنی اسماعیل سے زیادہ ہوا۔ نہیں بلکہ میں کہونگا کہ بنی اسماعیل میں خدا تعالیٰ نے ایک ایسا نبی پیدا کیا جس کے پیدا ہونے سے بنی اسماعیل کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ اسی طرح بیشک توراۃ کو بہت سے نبی خدمت کے لئے عطا کئے گئے۔ لیکن قرآن کی خدمت کے لئے جو بنی امت محمدیہ میں پیدا کیا گیا۔ وہ اپنی شان اور قدر و منزلت میں تمام نبیوں کی میزان ہے۔ یہ قیاس مت کرو۔ کہ بنی اسماعیل کا درجہ بنی اسحاق سے کم رہا۔ کیونکہ بنی اسحاق میں ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں نبی پیدا ہوئے اور بنی اسماعیل میں صرف ایک۔ لیکن وہ ایک ایسا پیدا ہوا۔ جو نہایت قیمتی ہیرے ہوتے ہیں۔ ان کا وجود عام نہیں ہوتا۔ بلکہ خاص خاص ہوتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا کوئی عقلمند ایک سونے کی اشرفی کی بجائے دس روپیہ اس لئے قبول کرنے کو تیار ہو سکیگا۔ کہ وہ روپے ایک اشرفی سے تعداد اور وزن میں دس گنا زیادہ ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ کیا کوئی شخص ایک ہیرے کی بجائے جس کی قیمت ایک لاکھ سونے کی اشرفی ہے۔ محض اس لئے ۵۰ ہزار سونے کی اشرفی لینے کے لئے تیار ہو سکیگا۔ کہ ان اشرفیوں کی تعداد اس ہیرے سے ۵۰ ہزار گنا زیادہ ہے۔ پس افسوس اس قوم پر جو پوست کی خواہاں ہے۔ لیکن مغز سے اپنی بیزاری ظاہر کرتی ہے۔ اور زیادہ افسوس اس قوم پر جو ایک اشرفی کی بجائے دس روپوں کی زیادہ قدر کرتی ہے۔ کیونکہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں۔ گو وہ اپنی قیمت میں اس اشرفی سے پانچ روپے کم ہی ہیں۔ پس میں کہتا ہوں۔ کہ جس طرح ہر ایک عقلمند کا دماغ اس پر تسلی پکڑ سکتا ہے۔ کہ وہ ایک اشرفی لے۔ اور اس کو پندرہ روپیہ کے برابر تصور کرے۔ اور ایک منٹ کے لئے بھی اس کو یہ خیال نہیں گذرتا۔ کہ بجائے پندرہ روپے کے اشرفی لینے میں کوئی نقصان اٹھایا ہے۔ اسی طرح اور بعینہٖ اسی طرح اس کی عقل کو اس بات پر بھی تسلی پکڑنی چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ گو ایک نبی ہے۔ لیکن جری اللہ فی حلل الانبیاء ہونے کی وجہ سے وہ تمام نبیوں کے برابر ہے۔ اور اسکا پیدا ہونا گویا تمام انبیاء کا پیدا ہونا ہے۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نے نہ صرف ایک نبی پیدا کیا۔ بلکہ ایک ایسا نبی پیدا کیا۔ جو جری اللہ فی حلل الانبیاء ہونے کی وجہ سے ان تمام نبیوں کا مجموعہ اور ان کی میزان ہے۔ اور جس کے پیدا ہونے سے امت محمدیہ کسی بات میں بھی دوسری امتوں سے کم نہ رہی۔ اگر دوسری امتوں میں تعداد کے لحاظ سے زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فنا ہوئے۔ تو اس امت میں اپنی شان اور منزلت کا ایک نبی آیا جو ان تمام کی تعداد سے بڑھ کر تھا۔ اور جس طرح بنی اسماعیل کسی بات میں آنحضرت صلعم کے پیدا ہونے سے بنی اسحاق سے کم نہ رہے۔ اسی طرح یہ امت بھی مسیح موعودؑ کے پیدا ہونے سے کسی بات میں دوسری امتوں سے کم نہ رہی ؛

نمبر ۶۱ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

"اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر دروازہ نبوت کھلا ہے تو ساری امت میں صرف ایک ہی نبی بننے میں قصور کس کا ہے × × × کیا یہ قصور معاذ اللہ آنحضرت صلعم کا ہے۔ کہ آپؐ بوجہ بخل کسی کو نبی نہیں بناتے × × × × پس خدا پچھتایا ہوگا۔ کہ میں نے یہ مہر محمد رسول اللہ صلعم کو کیوں دیدی۔ اور خدائی صفات میں ایک انسان کو شریک کیوں کر لیا۔ اتنی مدت میں براہ راست نبی بناتا تھا۔ اب یہ اپنا اختیار اپنی مخلوق کو دیدیا۔ × × × × بہرحال ایک ہی آدمی کو اپنی مہر نبوت سے فائدہ پہونچانے میں یا تو نعوذ باللہ من ذالک محمد رسول اللہ صلعم نے بخل کیا۔ اور یا پھر یہ امت ہی ایسی نکمی تھی۔ کہ ان میں سے کوئی انسان استعداد ہی نہ رکھتا تھا۔ کہ کوئی نبی ہو سکتا۔ صـ ۱۷-۱۸

اس سوال کو بھی مولوی صاحب نے اپنی کتاب میں کئی بار دوہرایا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سوال کا جواب ان کے نزدیک ہمارے پاس کوئی ہے ہی نہیں تبھی تو اسکو بار بار پیش کیا ہے۔ لیکن معلوم نہیں۔ کہ مولوی صاحب کو کس جگہ سے یہ معلوم ہو گیا ہے۔ کہ گویا ہم لوگ یہ مانتے ہیں۔ کہ پہلے خدا بنی بناتا تھا۔ اب آنحضرت صلعم نبی بناتے ہیں یا یہ کہ پہلے یہ نبوت موہبت تھی۔ لیکن اب یہ منصب آنحضرت صلعم کے واسطے سے اجر عمل کے طور پر ملتا ہے۔

هذا بهتان عظيم و لعنة الله على الكاذبين۔ یوں جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے بہتان پر بہتان باندھتے چلے جانا یہ اور بات ہے۔ لیکن کوئی سچی اور سچی بات پیش کرنا یہ اور بات ہے۔ براہ راست کے معنے سمجھنے میں یا تو مولوی صاحب کو خود غلطی لگی۔ یا انہوں نے جان بوجھ کر دوسروں کو غلطی دی۔ براہ راست کے یہ معنے نہیں۔ کہ جنہیں اللہ تعالےٰ بواسطہ آنحضرت صلعم یہ منصب عطا کرتا ہے۔ انہیں اجر عمل کے طور پر ملتا ہے۔ تا یہ ضروری ہو۔ کہ ہر کس عامل کو مل سکے بلکہ اس کے لئے ایک یہ بھی شرط ہے۔ کہ یہ منصب صرف ذی نسب لوگوں کو ملتا ہے۔ حالانکہ اجر اعمال کے لئے یہ شرط ضروری نہیں۔ پس نبوت یقیناً موہبت ہے مگر اسکا حصول اب کمال اطاعت آنحضرت صلعم پر موقوف ہے تاکہ ختم نبوت کے معنے باطل نہ ہوں۔ اور دوسری طرف تمام افراد نبوت کے عالی منصب سے محروم نہ رہیں۔ اور کوئی ایک شخص بھی نبوت کے عالی منصب پر قائم نہ ہو۔ پس ان دونوں خرابیوں سے بچنے کے لئے خدا تعالےٰ نے نبوت کو آنحضرت صلعم کے واسطہ اور فیض سے وابستہ کر دیا۔ لیکن امتی بافنافی الرسول ہونا علت اور وجہ نبوۃ نہیں۔ بلکہ شرط نبوۃ ہے۔ یعنی لازمی نہیں۔ کہ ہر ایک فنافی الرسول نبی ہو۔ بلکہ لازمی یہ ہے کہ ہر ایک جو نبی ہو۔ وہ پہلے امتی ہو۔ اسی بات کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی متعدد کتابوں میں بار بار پیش کیا ہے ؛

باقی رہا یہ سوال۔ کہ ساری امت میں صرف ایک ہی نبی بننے میں قصور کس کا ہے۔ آیا آنحضرت صلعم کا یا امت کے افراد کا۔ سو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اگر ہمارے عقائد میں سے یہ بھی کوئی عقیدہ ہوتا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوۃ اجرا عمال کے طور پر مل سکتی ہے۔ اور ہر ایک جو فنافی الرسول یعنے کامل امتی ہو۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ نبی ہو جاوے۔ تب تو یہ اعتراض ہم پر وارد ہو سکتا ہے لیکن جبکہ ہم مانتے ہیں۔ کہ "اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ"۔ اللہ تعالےٰ کا سچا فرمان ہے۔ اور واللہ یختص برحمتہ من یشاء خدا کا صادق قول ہے۔ تو ہم کیونکر یہ کہہ سکیں۔ کہ امت میں آنحضرت صلعم کی پیروی کی برکت سے صرف ایک نبی بننے سے نعوذ باللہ رسول اللہ صلعم پر اعتراض آتا ہے۔ یا امت کے افراد کاملہ پر۔ واللہ باللہ ثم تاللہ امت کے تمام افراد کاملہ بھی اس عیب سے پاک ہیں۔ کہ گویا نعوذ باللہ من ذالک ان میں استعدادی فطرت نبی بننے کی نہ تھی۔ اگر استعدادی فطرت نہ ہوتی۔ تو وہ محدث کیونکر بن گئے۔ جس کو حضرت اقدسؑ کے الفاظ میں جزوی نبی کہتے ہیں۔ اور نہ ہی نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان اس بات سے قاصر تھا۔ کہ ایک کے سوائے کسی اور کو نبی نہ بنا سکتا بلکہ میں تو یہ کہوں گا۔ کہ خدا تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت سے ہوا۔ جو کچھ ہوا ہم یہ نہیں کہتے۔ اور نہ حضرت مسیح موعودؑ سے یہ لکھا ہوا پاتے ہیں۔ کہ دوسرے افراد کاملہ میں نبی بننے کی استعداد فطرتی نہ تھی۔ اور نہ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان اس بات سے قاصر تھا۔ کہ ایک سے زیادہ نبی نہ بنا سکے۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کی بناء پر کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے اپنی قدیم قانون یعنی "اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی خاص رحمت سے مختص کیا۔ اور خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت نے ان لوگوں کو نبوت کی نعمت سے کامل اور کھلے کھلے طور پر حصہ پانے سے روک دیا۔ تا جیسے کہ قدیم سے مقدر تھا۔ ایک ایسا شخص آنحضرت صلعم کے بعد وہ وعدہ جو خدا کے نوشتوں میں قدیم سے چلا آتا ہے۔ وہ پورا ہو۔ اور اس میں کوئی رخنہ واقع نہ ہو ؛

اب میں ذیل میں وہ وجوہات پیش کرتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی مصلحت و حکمت نے کیوں ایک ہی نبی کے ہونے کا تقاضا کیا۔ اور کیوں دوسروں کو نبی بننے سے روک دیا گیا۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) اگر دوسرے لوگ بھی نبی کہلاتے۔ تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ جیسے کہ فرمایا ؛

"اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا۔ تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰؑ کے خلفاء نبی اس لئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جاوے۔ اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جاوے۔ تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعودؑ کو نبی کے نام سے پکارا جائے۔ تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے" ؛

(تذکرۃ الشہادتین صـ ۴۳)

(۲) دوسری وجہ صرف ایک ہی فرد امت کے نبی کہلانے کی یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہونا اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ جو آپ کی ظلیت میں نبی ہو۔ وہ بھی خاتم ہو۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اپنے اصل کے کمال نہ رکھتی ہو۔ (دیکھو ایک غلطی کا ازالہ صـ)

پس چونکہ ختمیت بھی نبی صلعم میں ایک کمال ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلئے ضروری ہے ۔ کہ تصویر بروزی میں بھی وہ کمال ظاہر ہو ۔ پس جیدیہ ثابت ہوگیا ۔ کہ آنحضرت صلعم کی ظلیت میں جو نبی ہوگا ۔ وہ بھی خاتم ہی ہو ۔ اور دوسری طرف یہ ایک ثابت شدہ امر ہے ۔ کہ خاتم ہونے میں تعدد جائز نہیں ۔ پس اس سے ثابت ہوا ۔ کہ خاتم البنیتین کی ظلیت میں صرف ایک ہی نبی خاتم الخلفاء ہو سکتا ہے ۔ ورنہ سخت فساد لازم آتا ہے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ امر قرار یافتہ کے طور پر نبی صلعم کا دنیا میں دوبارہ بروزی صورت میں مبعوث ہونا صرف ایک دفعہ مقدر ہوا ہے ۔ جیسے کہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؛

"ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا ۔ سو وہ ظاہر ہو گیا ۔ اب بجز اس کہڑکی کے اور کوئی کہڑکی نبوۃ کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں ۔" (ایک غلطی کا ازالہ صدا)

(سوئم) تیسری وجہ آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک ہی نبی ہونے کی یہ ہے ۔ کہ خدا تعالےٰ کو اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کا اسقدر پاس ہے ۔ کہ وہ نہیں چاہتا ۔ کہ اپنے حبیب کے الفاظ میں کوئی رخنہ واقع ہو ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ۔

"اگر وہ سب صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں ۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے ۔ تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا ۔ اسلئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا ۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے ۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا ۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے ۔ (حقیقۃ الوحی صد ۳۹۱)

(چہارم) چوتھی وجہ آنحضرت صلعم کے بعد ۱۳۰۰ برس کے بعد صرف ایک نبی ہونے کی یہ ہے ۔ کہ تا معلوم ہو ۔ کہ مسلمانوں کی حالت میں ۱۳۰۰ برس میں ایسا فتور کبھی نہ آیا ہوگا جس کی وجہ سے ان میں کسی نبی کے مبعوث کرنے کی ضرورت پڑتی ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؛

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے ۔ کہ آنحضرت صلعم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ساتویں صدی پر مبعوث ہوئے تھے ۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے دیکھا کہ ساتویں صدی تک بہت سی گمراہی عیسائیوں اور یہودیوں میں پیدا ہو گئی تھی ۔ سو خدا تعالےٰ نے دونوں قوموں کے لئے آنحضرت صلعم کو بطور حکم کے مبعوث فرمایا ۔ مگر جو مسلمانوں کے لئے حکم مقدر تھا ۔ اس کے ظہور کی میعاد پہلی میعاد سے دوچند کی گئی ۔ یعنی چودھویں صدی ۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا ۔ کہ عیسائی تو صرف ساتویں صدی تک بگڑ گئے مگر مسلمانوں کی حالت میں اس مدت کے دو چند حصہ میں پہنچ کر فتور آئے گا ۔ اور چودھویں صدی کے سر پر ان کا حکم ہوگا ۔" حقیقۃ الوحی صد ۴۷

(پنجم) پانچویں وجہ آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک نبی ہونے کی یہ ہے ۔ کہ چونکہ قرآن کو کسی نبی کے ذریعہ بیرونی دلائل کی ضرورت نہیں ۔ اسلئے جب تک وہ دنیا میں موجود رہا ۔ کوئی نیا مبعوث نہ کیا گیا ۔ لیکن جب قرآن حسب پیشگوئی مخبر صادق دنیا سے اٹھ گیا ۔ اور ایمان ثریا پر چلا گیا ۔ تب لازمی تھا ۔ کہ ایک نبی بھیجا جاتا ۔ پس چونکہ حسب پیشگوئی مخبر صادق قرآن شریف آخری زمانہ میں ہی اٹھ جانا ثابت ہے اور ایمان کا ثریا پر چلا جانا مسیح موعود کے وقت ہی کا زمانہ ہے ۔ لہذا صرف ایک ہی نبی ہوا ۔ تاکہ وہ ہدایت قرآنی کو دوبارہ دنیا پر لا دے ۔ اور ایمان کو ثریا سے واپس لاکر لوگوں کو مومن کامل بنا دے ؛

(ششم) چھٹی وجہ آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک ہی نبی ہونے کی یہ تھی ۔ کہ خدا تعالےٰ نے قدیم سے یہ وعدہ فرمایا تھا ۔ کہ آنحضرت صلعم کے دو بعث ہوں گے ۔ اور انہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ کے دو نام ہوئے ۔ ایک محمدؐ و احمدؐ ۔ آپکے دو منصب تھے ایک تکمیل ہدایت ۔ دوسرا تکمیل اشاعت ہدایت ۔ آپ کو دو زمانہ عطا ہوئے ۔ ایک زمانہ وہ جس میں آپ خود تھے ۔ اور جس میں آپ کی روحانیت نے اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا ۔ اور دوسرا زمانہ وہ ہے ۔ جو مطابق آیت لیظھرہ علی الدین کلہ کا مصداق ہے ۔ پھر علاوہ اس کے قدیم سے دو احمدؐ ۔ دو محمدؐ ۔ دو بدر اور دو ہی محمدی گروہ مقدر ہیں ۔ پس اگر آنحضرت صلعم کے بعد کئی انبیا مبعوث ہوتے ۔ تو آپ کی خصوصیت دو بعث کی باطل ہوتی ۔ اور وہ حکمت جو دو کے ہندسے میں ہے ۔ جسکے ساتھ آپ مخصوص کئے گئے ہیں ۔ وہ بے معنی ٹھہرتی ۔ کیونکہ دو کا ہندسہ ایک بڑے اجماع کو چاہتا ہے ۔ اور وہ اجماع قدیم سے ہی مسیح موعودؑ کے وقت میں مقدر تھا ۔ پس حکمت الٰہیہ نے اپنی مصلحت کاملہ کے ساتھ صرف ایک ہی کو نبی بنا کر مبعوث کیا ۔ اور اس میں بہت سے اسرار مخفی ہیں ۔ جنکا اظہار ایک بڑی ضخیم کتاب کو چاہتا ہے ؛

(ہفتم) ساتویں وجہ آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک ہی نبی ہونے کی یہ تھی ۔ کہ خدا تعالےٰ نے دنیا کو دو ہی دور رکھے ہیں ۔ اور اول اور آخر کو ایک خاص مناسبت ہے ۔ پس آدمؑ جیسا کہ سلسلہ نوع انسان کا اول تھا ۔ ایسا ہی ضروری تھا ۔ کہ وہ جو سلسلہ نوع انسان کا آخر ہے ۔ اسکو بھی آدمؑ کے رنگ پر پیدا کیا جاوے سو اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو پیدا کیا ۔ اور آپ کا نام آدمؑ رکھا ۔ لیکن دوسری طرف آنحضرت صلعم بھی بوجہ خاتم الانبیاء ہونے کے آخری آدمؐ ہیں ۔ اور خدا نے حضور علیہ السلام کی مشابہت حضرت آدمؑ سے مکمل کرنے کے لئے تکمیل ہدایت قرآنی کا دن چھٹا دن مقرر کیا ۔ یعنی جمعہ ۔ اور اسی روز یہ آیت نازل ہوئی ۔ کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ۔ لیکن چونکہ نبی علے اسلام کے وقت میں تکمیل ہدایت ہو گئی ۔ اور تکمیل اشاعت ہدایت ابھی باقی تھی ۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی حکمت کاملہ نے اس بات کا التزام فرمایا ۔ کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآنی چھٹے دن ہوئی تھی ۔ ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت قرآنی کے لئے الف ششم مقرر کیا گیا ۔ جو بموجب نص قرآنی چھٹے دن کے حکم میں ہے ۔ پس اگر آنحضرت صلعم کے بعد اور مسیح موعودؑ سے پہلے کوئی نبی پیدا ہوتا ۔ تو خدا تعالےٰ کی حکمت بالغہ میں ایک رخنہ واقعہ ہو جاتا ہے اور وہ تناسب جو خدا تعالےٰ کے کاموں میں واقعہ ہے اور وہ وضع شے فی محلہ جو اسکی عادت ہے ۔ اور وہ وحدت جو اسکو اپنے واحد ہونے کی وجہ سے پسند ہے ہرگز پوری نہ ہو سکتی ؛ والسلام (سعدی لاہوری)

یاددہانی بار ثانی

بہ اسوقت تک بہت کم احباب نے نامہ قاسم کیطرف توجہ فرمائی ہے ۔ حالانکہ اسمیں نہایت دردسے عرض کیا گیا تھا ۔ کہ ہر ایک دوست اپنے قیمتی مشورہ سے ایک پیسہ کا خرچ کر کے مطلع فرما دیں ۔ کیا یہ خیال کر لیا جائے کہ آپکے خیال مبارک میں یہ تمام عرض حال محض بیکار اور تضیع اوقات کیلئے تھی ؟ ابھی تو میں ایسا خیال نہیں کرتا ۔ اور دعا کرتا ہوں کہ آپکے دلوں میں احساس ہو اور آپ اسکو ایک قومی فرض سمجھ کر اسکے متعلق مشورہ دیں ورنہ مجھے سخت شکایت نامہ عرض کرنا پڑیگا (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب نامۂ قاسم بھی دیکھو

"فاروق مورخہ ۳ - اگست مطبوعہ ۱۲ - اکتوبر ۱۶ء میں جو نامۂ قاسم احباب کے نام شائع کیا تھا۔ اسکے جو جواب اسوقت تک منجانب احباب موصول ہوئے ہیں۔ وہ نہایت امید افزاء اور احمدی قوم کے ایک غیور اور زندہ قوم ہونیکا ثبوت ہیں۔ گو کل ناظرین فاروق نے ابھی تک اپنے اپنے مشورے سے مشکور نہیں فرمایا۔ مگر امید ہے۔ کہ دیگر احباب جنھوں نے "نامۂ قاسم" کو ردی یا فراموشی کی ٹوکری میں ڈالدیا ہے۔ وہ اس کو وہاں سے نکال کر ضرور اپنے مفید مشورے سے اطلاع دینگے۔ اور اس ناچیز خادم سلسلہ کی عرضداشت کو گاؤخوردہ نہ کریں گے۔ میں انشاء اللہ فاروق کے ذریعہ ایسے تمام جوابات آمدہ کو قوم کے سامنے پیش کرتا رہونگا چنانچہ اسی کے مطابق ذیل میں حیند جواب نقل کرتا ہوں۔ اور نہایت صدقِ دل سے انکی اس محبت اور ہمدردی قومی اور غیرت احمدیت کا شکریہ ادا کرتا ہوا دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو اسکا نیک سے نیک دنیا میں اجر عظیم دے اور ان کا ناصر و محافظ ہو۔ آمین ؛

(ایڈیٹر)

عبدالکریم رحمت ۱۲۳ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عاجز کو کل اخبار فاروق پہنچا۔ پڑھ کر دل کو ازحد صدمہ ہوا۔ افسوس کہ مدینۃ الرسول قادیان دارالامان سے شائع ہونے والے صرف تین ہی اخبار ہیں (صادق تو اب نکلا ہے) ان کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ میں کیا لکھوں۔ عاجز نے تو بڑی دعائیں کیں۔ اللہ تعالےٰ احمدی احباب کو توفیق دے۔ اور وہ اخباروں کو لاکھوں کی تعداد تک خریداروں کے ہاتھ پہنچادیں دلوں پر سوائے خدا کے کسی کا قبضہ نہیں ہے۔ اے اللہ رحمٰن رحیم تو ایسا ہی کردے۔ آمین یارب العالمین۔

جناب میر صاحب! آپنے مشورہ طلب کیا ہے۔ بعد دعا و استخارہ خلوصِ نیت سے جو کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ میرے لئے تو وہ دن حسرت کا ہوگا۔ اور میرے لئے جینے سے مرنا بہتر ہوگا۔ جب قادیان دارالامان تنگاہِ رسول سے کوئی اخبار الفضل۔ فاروق۔ نور یا صادق نہ

میرا تو یہ دل چاہتا ہے۔ کہ ہمارے اس قومی و دینی مرکز سے اس قدر اخبار اور پرچے روزانہ شائع ہوا کریں۔ کہ اس کا مقابلہ کوئی اور مرکز خواہ کسی کا ہی ہو۔ نہ کر سکے۔ نہ انگلینڈ میں لنڈن سے۔ یا امریکہ میں یا کسی اور دنیا کے مرکز سے شائع ہونے والے پرچے تعداد میں ان سے بڑھ جاویں۔ اور سبقت لے جاویں۔ خیر یہ تو میری خواہش ہے۔ اور دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے آگے تو کچھ مشکل نہیں ہے۔ جبکہ قادیان محترم زمین کو مرجع شہان اور سارے جہان کا مرکز بنانے کا وعدہ ہے۔ تو ضرور ایسا ہوگا۔ وہ وقت بالکل قریب ہے۔ کہ ایسا ہو۔ کیونکہ خدا کے کام کبھی رکے نہیں رہتے۔ افسوس تو ہم کو اپنی حالت پر کرنا چاہیئے۔ کہ اگر ہم میں سستی اور عجز کسل ہوگا۔ تو خداوند تعالےٰ ہم سے یہ انعامات چھین لے گا۔ اور یہ کام جن سے ہم انعام کے مستحق ہو سکتے ہیں کسی اور قوم کے سپرد کردے گا۔ مگر افسوس ہے کہ ہم ان چار اسلامی اخباروں کو بھی چلا نہیں سکتے ہیں۔ یہ ایک فرد کا کام نہیں ہے۔ دو یا تین سے کچھ نہیں بن سکتا۔ ایک متفقہ کوشش کی ضرورت ہے۔ ہر ایک صاحب استطاعت اس طرف توجہ کریں۔ اور قومی ضروریات کو محسوس کریں۔ تو ایک ذرہ بھر مشکل نہیں ہے۔ کونسا خریدار ہوگا۔ خواہ کسی اخبار کا ہو۔ جس کے پندرہ سولہ دوست نہ ہوں۔ اور پھر ان میں سے دو یا تین ان کے کہنے پر اخباروں کے خریدار نہ بنجادیں دعائیں کریں۔ کوشش کریں۔ تو کچھ مشکل نہیں ہے۔

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود
مرد باید کہ ہراسان نہ شود

میرا تو دعاؤں پر زور ہے۔ اللہ تعالےٰ ہماری عاجزانہ دردِ دل کی دعاؤں کو ضرور قبول کرے گا۔ عاجز کے پاس الفضل۔ فاروق۔ نور۔ صادق اخبار آتے ہیں۔ میں جب تھوڑے روز کی رخصت پر قادیان گیا تھا تو آپ کی مشکلات کو محسوس کرکے میں نے فاروق اپنے بھائی صاحب کے نام جاری کرادیا۔ حالانکہ وہ قلیل تنخواہ پر ملازم ہیں۔ اب میں نے دعاؤں کے بعد خدا کے فضل سے چار خریدار بنائے ہیں۔ اور باقی چند ایک احباب کو خط لکھے ہیں۔ جواب آنے پر آپ کو مطلع کروں گا۔ اور مجھے کافی امید ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم کو ضرور کامیاب کرے گا۔ ایک تھوڑی سی محنت کی ضرورت ہے۔ کسی کو ترغیب دینے سے کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ کچھ روپے خرچ نہیں کرنے پڑتے۔ اور پھر ثواب حاصل کرنا بالکل آسان ہے۔ آپ ہرگز ہرگز اخبار کے بند ہونے کا خیال نہ کریں دعا کریں۔ امید کہ خریداران دو دو خریدار ضرور مہیا کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ یہی احسن تجویز ہے۔ بلکہ اگر اور احباب منظور کریں۔ تو چندہ کو بجائے تین کے للکہ ر کردیا جائے اور ہفتہ وار ہی اخبار شائع ہوا کرے۔ اور اگر ممکن ہو۔ تو ہفتہ میں دو بار اور چندہ جو مناسب ہو بڑھا دیا جاوے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے بھی میں خط و کتابت کر رہا ہوں۔ جواب آنے پر انشاء اللہ تعالےٰ چندہ ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں بھیجدیا جاوے گا مجھے خدا کے فضل سے امید ہے۔ کہ ہفتہ کے اندر اندر آپ کو چھ سات تک خریدار دیدوں گا۔ (بشرطیکہ جواب ان کی طرف سے اس عرصہ میں پہنچ جاوے) اور آئندہ بھی برابر دعا اور کوشش کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ آخر میں دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہی اپنے فضل و کرم سے توفیق دے۔ کہ ہم توسیع اشاعت کی طرف توجہ کریں۔ میرا تو یہی دل چاہتا ہے۔ کہ خبروں کی جگہ بھی اگر کوئی احمدی لٹریچر کا کوئی مضمون شائع ہو جاوے۔ تو بہتر ہے۔ خبروں کے لئے دوسری اخبارات بہت ہیں۔ ان سے پتہ لگ سکتا ہے۔ میں بہت ہی کمزور ہوں۔ آپ میرے لئے للہ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ میری روحانی و جسمانی کمزوریوں کو دور فرماوے آمین

حکیم محمد الدین گوجرانوالہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب والا کے مطبوعہ نامہ والا کے جواب میں گذارش ہے کہ جہاں تک ہو سکے۔ اخبار کے جاری رکھنے کے پہلو پر زور دیا جاوے۔ میں بجائے تین روپیہ سالانہ کے چار روپیہ دینے کو حاضر ہوں ہمارا قساطی جناب وصول فرمالیں اور انشاء اللہ خریداروں کی زیادتی کیلئے بھی ساعی رہونگا۔ (جزاکم اللہ احسن الجزاء)

عبدالکریم از بنوں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد آداب کے عرض ہے کہ فاروق میں آپکی چٹھی پڑھ کر دل کو سخت افسوس ہوا ہے کہ باوجود اتنی جماعت کے ایک ایک ہزار بھی ہر ایک اخبار کا خریدار نہیں ہے۔ خداوند جماعت کے دلوں میں احساس پیدا کرے۔ کہ وہ بھی اور تو مونکیطرح اپنے اخباروں کی امداد کریں۔ میرے سے تو جتنا ہو سکتا ہے کوشاں رہتا ہوں کہ آپکے خریدار زیادہ ہوں۔ مگر بنوں میں ہم چند آدمی ہیں وہ آگے ہی خریدار ہیں۔ آپ مہربانی کرکے مندرجہ ذیل کتابیں روانہ کرکے مشکور فرماویں۔ آئندہ مزید کتابیں اگر کتابیں خریدیں تو مشکور ہونگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah